جبری شادی۔ تنقیدی جائزہ

تحریر: عفت طاہرہ، لیکچرار اسلامیات
پرنسپل یوسف پبلک اسکول، باغبانپورہ، لاہور

اسلامی فقہ اکیڈمی نئی دہلی انڈیا کی طرف سے انقلاب ماہیت، انٹرنیٹ اور زکوٰۃ وغیرہ سے متعلق سوالات کے علاوہ ''جبری شادی'' کے متعلق بھی چند غور کے متقاضی اور فوری حل طلب سوالات سہ ماہی منہاج دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری لاہور کے شمارہ جنوری تا جون ۲۰۰۱ء میں طبع ہوئے ہیں اور اہلِ علم کو ان کا جواب لکھنے کی دعوت دی گئی ہے۔ راقمہ نے درج ذیل سطور میں جبری شادی سے متعلق اٹھائے گئے سوالات یا اشکالات کا جواب دینے کی کوشش کی ہے۔ ہندو پاک کے حوالے سے ان سوالات کا ایک خاص پس منظر بھی بیان کیا گیا ہے مگر جواب سے قبل ان سوالات کا درج کر دینا مناسب ہوگا۔ چنانچہ ان کی تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ:

۱۔ عاقبلہ بالغہ لڑکی کے نکاح میں شریعت نے اس کی رضامندی کو بہت اہمیت دی ہے۔ جیسا کہ احادیث نبویہ سے واضح ہے۔ کیا وہ صورت رضامندی میں شامل ہوگی جبکہ لڑکی کو ڈرا دھمکا کر یا زدوکوب کر کے یا نفسیاتی دباؤ ڈال کر یا پاسپورٹ ضائع کر دینے کی دھمکی دے کر اس سے نکاح کے لئے ہاں کہلوایا گیا جبکہ وہ دل سے اس نکاح پر راضی نہیں ہے؟

۲۔ اصول یہ ہے کہ نکاح کے انعقاد میں اکراہ مؤثر نہیں۔ دوسری طرف شریعت میں یہ اصول بھی تسلیم شدہ ہے کہ عاقل و بالغ پر اپنے تصرفات کے بارے میں جبر نہیں کیا جا سکتا اور عاقلہ بالغہ خاتون کو اپنے نفس پر پورا اختیار حاصل ہے۔ سوال یہ ہے کہ وہ لڑکی جسکا نکاح اس کے والدین یا دیگر اولیاء بغیر اس کی رضا کو جانے اپنی مرضی سے کر رہے ہیں جبکہ وہ لڑکی شروع ہی سے اپنی عدم رضا کا اظہار اور انکار کرتی چلی آ رہی ہے مگر اسے دھوکہ دے کر اس پر نفسیاتی دباؤ ڈال کر یا زدوکوب کر کے ڈرا دھمکا کر یا مختلف النوع غیر معمولی دباؤ ڈال کر اس سے بوقت نکاح جبر و دباؤ کے ساتھ ہاں کرا لیا جاتا ہے یا زبردستی دستخط کرا لئے جاتے ہیں تو کیا یہ اس کی رضا اور حقیقی اذن تسلیم کیا جائے گا؟

۳۔ برطانیہ کے ماحول میں پرورش پانے والی لڑکی اور ہندوستان میں پرورش پانے والے لڑکے کے درمیان جو معاشرتی فرق ہے اور جس طرح یہ بے جوڑ شادیاں انجام پا رہی ہیں اس صورت میں کیا لڑکی کو یہ دعویٰ کرنے کا حق ہے کہ میری شادی جس شخص سے کی جارہی ہے وہ میرا کفو نہیں ہے؟ اس لئے بر بنا کفاءت مجھے حق تفریق حاصل ہے؟

۴۔ اوپر جس قسم کے نکاح کا ذکر ہوا اس کے بعد کبھی تو ایسا ہوتا ہے کہ دونوں کے درمیان زن و شوئی تعلقات بھی قائم ہو جاتے ہیں اور کبھی زن و شوئی تعلقات قائم ہونے کی نوبت نہیں آتی۔ دونوں صورتوں کا حکم یکساں ہے یا الگ الگ؟ تحریر فرمائیں۔

۵۔ قاضی یا شرعی کونسل کے سامنے اگر اس طرح کا کیس آتا ہے اور قاضی یا شرعی کونسل کو فریقین کے بیانات وغیرہ کے بعد اس بات کا یقین ہو جاتا ہے کہ لڑکی کو جبر و اکراہ کے ذریعے نکاح پر مجبور کیا گیا تھا حالانکہ لڑکی کسی طرح نکاح کو منظور کرنے کو تیار نہ تھی اور نہ اس شوہر کے ساتھ رہنے پر راضی تھی تو کیا شرعی کونسل یا قاضی اس نکاح کو فسخ کر سکتے ہیں؟

نکاح کی اہمیت:

مذکورہ سوالات کے جوابات لکھنے سے قبل ضروری ہے کہ نکاح کے معنی ومفہوم اور اہمیت کو قرآن وحدیث کی روشنی میں دیکھیں۔ نیز اس میں ولی کا اختیار کس قدر ہے۔ اس کے متعلق بحث کریں۔ علاوہ ازیں مختلف فقہی مسالک اس مسئلے کو کس طرح بیان کرتے ہیں۔ ان کی آراء کا بھی مختصر جائزہ لیتے ہیں۔ چنانچہ ازدواج کیلئے عربی لفظ ''نکاح'' ہے۔ قرآن میں اس کو ''مِیْثَاقًا غَلِیْظًا'' (۱) (پختہ عہد) قرار دیا گیا ہے۔ اس کی رو سے میاں بیوی دونوں اپنے کندھوں پر ذمہ داریوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔ قرآنِ حکیم میں مختلف مقامات پر تاکید ازدواج کا حکم دیا گیا ہے سوائے اس کے کوئی خاص مانع ہو۔ چنانچہ سورۃ النور میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاَنْکِحُوا الْاَیَامٰی مِنْکُمْ وَالصّٰلِحِیْنَ مِنْ عِبَادِکُمْ وَاِمَآئِکُمْ اِنْ یَّکُوْنُوْا فُقَرَآءَ یُغْنِہِمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ○ (۲)

(تم میں سے جو مجرد ہیں ان کے نکاح کر دو اور اپنے غلاموں اور لونڈیوں کے بھی جو صلاحیت رکھتے ہیں اگر وہ محتاج ہوں گے تو اللہ اپنے فضل سے غنی کر دے گا۔ اللہ فراخی عطاء کرنے والا اور علم والا ہے)۔

☆ ثمن: وہ مقدار جس پر عاقدین رضامند ہو جائیں خواہ وہ قیمت سے زائد ہو یا کم ☆

نکاح انبیاء کرام کی سنت ہے۔ چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

"وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلاً مِّنْ قَبْلِکَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّ ذُرِّيَّة" (۳)

(اورہم نے تجھ سے پہلے بھی رسول بھیجے اور انہیں بیویاں دیں اور اولاد بھی دی۔"

نکاح کی اہمیت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و ذاتی عمل سے بھی ثابت ہوتی ہے۔ چنانچہ بخاری شریف میں حدیث مبارکہ ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"من استطاع منکم الباء ة فلیتزوج لانهٗ اغض للبصر واحصن للفرج" (۴)

(جوشخص جماع پر قادر ہو وہ نکاح کرے۔ نکاح کرنے سے نظر نیچی اور شرمگاہ زنا سے محفوظ رہے گی۔"

ایک دوسری حدیث کے الفاظ یوں ہیں:

"عن عبدالله بن مسعود رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یا معشر الشباب من یستطع منکم الباء ة فلیتزوج فانه اغض للبصر و احسن للفرج وان لم یستطع فعلیه بالصوم فانه لهٗ وجاء" (۵)

(عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی نکاح کی طاقت رکھےتو وہ ضرور نکاح کرے۔اس سے نگاہ نیچی رہتی ہے اور شرمگاہ محفوظ، اور جسے نکاح کی طاقت نہ ہوتو روزہ اس کے لئے ڈھال ہے)۔

نکاح کا مفہوم:

مختلف فقہی مسالک نکاح کے مفہوم کو یوں بیان کرتے ہیں:

احناف کے نزدیک "نکاح ایسا معاملہ ہے جو اس ارادہ سے کیا جائے کہ ایک شخص عورت کے تمام جسم بشمول عضو مخصوص سے حظ اندوز ہونے کا مالک ہو۔" (۶)

☆ خیار عیب: خرید کردہ چیز کو کسی عیب نکلنے کی وجہ سے واپس کرنے کا اختیار رکھنا۔

مالکیہ نکاح کے مفہوم کو ان معنوں میں بیان کرتے ہیں:

''نکاح محض جنسی لذت کے لئے ایک معاملہ ہے جو حصولِ لذت سے پہلے گواہوں کی موجودگی میں کیا جاتا ہے۔''

حنابلہ ''اس کو منفعت استمتاع'' کے لئے معاملہ قرار دیتے ہیں:

شوافع ''نکاح کو ایسا معاملہ کہتے ہیں کہ اس سے مباشرت کی ملکیت کا اختیار حاصل ہوتا ہے۔''

مزید نکاح کا حالت اعتدال میں کرنا سنت ہے اور شدت شہوت کی حالت میں واجب ہے اور اگر آدمی کو یہ خوف لاحق ہو کہ احکام نکاح کی پابندی کرنے میں اس سے ظلم صادر ہوگا تو اس کا نکاح کرنا مکروہ ہے۔(۷)

مزید تائید علامہ علاء الدین الکاسانی اپنی کتاب ''بدائع الصنائع'' میں پیش کرتے ہیں:

''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وحنفی فقہاء کے ظاہر اقوال کے بموجب نکاح کی مشغولیت نفل نماز سے افضل ہے۔''(۸)

نکاح کے لوازمات:

نکاح کیلئے چند امور کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ مثلاً ولی، مہر، گواہ، ایجاب وقبول وغیرہ تقریباً تمام ائمہ کرام لازمی امور کو زیر بحث لاتے ہیں۔ ان امور میں زیر بحث سوالات کی مناسبت سے ہم ذیل میں ولی کے اختیار پر قدرے تفصیل سے روشنی ڈالیں گے۔

ولی کا اختیار:

ولی کی جمع اولیاء ہے۔ ولایت چار باتوں سے ثابت ہوتی ہے۔ قرابت اور وراثت سے اور ولاء سے اور امامت سے اور بادشاہت سے جو لوگ ولی ہیں بوجہ فسق کے خارج نہیں ہو سکتے۔ بشرطیکہ ہتک حرمت نہ کریں۔ مجنون اگر برابر ایک ماہ تک حالت جنون میں رہے تو ولایت سے خارج ہوگا۔ مملوک ومرتد وصغیر کی ولایت نہیں ہے اور کافر کی ولایت کافر پر ہے۔(۹)

کسی بھی لڑکے/لڑکی کے نکاح کے لئے سرپرست کا ہونا لازمی امر ہے۔ یہ باپ، دادا، بھائی، چچا، تایا، ماموں یا کوئی بھی مقرر کردہ سرپرست ہوسکتا ہے۔ ولی کے ہونے کے متعلق تو تقریباً تمام ائمہ کرام متفق علیہ ہیں مختلف فقہی مسالک میں جو اختلاف موجود ہے وہ ولی کے اختیار کے متعلق

☆ خیار رویئت: بغیر دیکھے کوئی چیز کردیکھنے کے وقت واپس کرنے کا اختیار رکھنا ☆

ہے کہ ولی اپنے زیر تولیت پر کس قدر اختیار رکھتا ہے۔ اس سلسلے میں ہم مختلف فقہی مسالک کی رو سے ولی کے اختیار کا جائزہ لیتے ہیں۔

۱۔ حنابلہ، مالکی، شوافع کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عقد نکاح میں ولی کا ہونا لازمی ہے۔ لہٰذا ہر وہ نکاح جو ولی یا اس کے قائم مقام کے بغیر ہو باطل ہے۔ حنفی اس سے اختلاف کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ولی کا ہونا صغیر سن، دیوانی بالغ عورت کے لئے تو ضروری ہے مگر بالغ عورت خواہ باکرہ ہو یا شوہر دیدہ اس کو حق حاصل ہے کہ جس سے چاہے اپنی مرضی سے نکاح کر سکتی ہے۔ اگر وہ غیر کفو میں شادی کرتی ہے تو اس صورت میں ولی کو نہ صرف اعتراض بلکہ فسخ نکاح کا بھی حق حاصل ہے۔

۲۔ وہ اصحاب جو ولی کا ہونا نکاح کے لئے لازمی قرار دیتے ہیں ولی کی دو قسمیں بیان کرتے ہیں۔ ولی مجبر اور ولی غیر مجبر۔ ولی مجبر سے مراد وہ ولی ہے جس کو اپنی زیر تولیت کا جبراً بھی شادی کر دینے کا حق حاصل ہے۔ اور ولی غیر مجبر سے مراد وہ ولی ہے جسے جبراً شادی کرانے کا حق حاصل نہیں ہے۔ شوافع و حنابلہ کے نزدیک ولی مجبر باپ اور دادا ہے جبکہ مالکیہ کے نزدیک ولی مجبر صرف باپ ہے۔

۳۔ ان اصحاب کا اس امر پر اتفاق ہے کہ شوہر دیدہ عورت پر جس کی بکارت بوجہ نکاح ضائع ہو چکی ہے جبر نہیں کیا جا سکتا۔ تاہم اس کے عقد نکاح کر دینے کا حق ولی کو حاصل ہوگا۔ اگر وہ ولی کے بغیر شادی کر لے تو وہ باطل ہوگی۔ اس عورت کو یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ صریح الفاظ میں اپنی رضامندی کا اظہار کرے گی۔ اور ولی کو یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ اس کی شادی کا کام سرانجام دے۔ یہ احکام اس صورت میں ہیں کہ جب لڑکی بڑی عورت اور بالغہ ہو لیکن اگر وہ غیر باکرہ اور صغیر سن ہے تو ولی مجبر بالغ ہونے سے قبل اس کی رضامندی کے بغیر اس کی شادی کر سکتا ہے۔

۴۔ مالکی، شوافع اور حنابلہ اس بات پر متفق ہیں کہ اگر چہ عقد کی انجام دہی کیلئے ولی غیر مجبر کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ اپنی زیر تولیت لڑکی کی شادی اس کی اجازت اور صریح رضامندی کے بغیر کر دے۔ درآنحالیکہ وہ بالغ اور فی الواقع غیر باکرہ ہو یا غیر باکرہ کے ضمن میں ہو۔ صغیر سن کے بارے میں سب کا اتفاق ہے کہ اگر وہ نو سال سے کم کی ہو تو ولی غیر مجبر کے لئے کسی حال

☆ شیخین: فقہ میں شیخین سے مراد امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف ہیں (رحمہما اللہ تعالیٰ) ☆

میں بھی یہ جائز نہیں کہ وہ اس کی شادی کرے۔ مزید اختلاف یہ ہے کہ مالکی کہتے ہیں کہ اگر لڑکی کی عمر دس برس ہو جائے اور شادی نہ ہونے میں خرابی کا اندیشہ ہو تو ولی کو اختیار ہے کہ وہ اس کی شادی اس کی اجازت سے کر دے۔ اس سلسلے میں دو رائیں ہیں، آیا اس کی رضامندی صریح الفاظ میں ضروری ہے یا محض خاموشی ہی کافی ہے؟ تو قابل ترجیح دوسری رائے ہے کہ خاموشی کو رضامندی تسلیم کیا جائے گا تاہم ولی پر واجب ہے کہ وہ اس بارے میں قاضی (حاکم شرع) سے مشورہ کرے۔ شوافع کی رائے ہے کہ باپ، دادا کے علاوہ کسی بھی ولی کو لڑکی کی شادی کرنے کا حق حاصل نہیں۔ اگر وہ بلوغ کو نہ پہنچی ہو۔ اگر باپ، دادا نہ ہو تو کسی بھی حال میں یہ جائز نہیں کہ وہ اس چھوٹی لڑکی کی شادی کر دیں خواہ لڑکی غیر باکرہ ہو یا باکرہ۔

۵۔ شافعیہ، حنابلہ کا اس امر پر اتفاق ہے کہ ولی مجبر میں سب سے زیادہ حق دار باپ کے بعد دادا ہوتا ہے جبکہ مالکی اس سے اختلاف کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ولی بننے کا حق دار باپ کے بعد بیٹا ہوتا ہے خواہ وہ ناجائز اولاد ہو۔ اس کا مطلب ہے کہ اگر کسی عورت کی باقاعدہ شادی ہوئی اور پھر وہ بیوہ ہوگئی۔ بعد میں اس کے ہاں ناجائز طور پر لڑکا پیدا ہوا تو اس بیٹے کو ولی بننے کا حق اس لڑکی کے باپ اور دادا سے زیادہ ہے۔ لیکن اگر باقاعدہ شادی سے پہلے ناجائز اولاد ہو تو اس لڑکے کو اس عورت کے باپ پر فوقیت حاصل نہ ہوگی۔ کیونکہ شافعیہ کے نزدیک زنا سے کنوار پن ضائع نہیں ہوتا۔ لہٰذا وہ باکرہ تصور کی جائے گی اور باپ اس کا ولی مجبر ہوگا۔

٦۔ اس بات پر تمام ائمہ کرام اتفاق کرتے ہیں کہ فاسق شخص کا وکیل بننا ممنوع ہے۔ فاسق شخص کے فرائض وکالت کسی اور کی طرف منتقل ہو جائیں گے۔ حنفی اس سے اختلاف کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ وکیل بننا جس شخص کے لئے منع ہے وہ شخص ہے جو اپنے اختیار کے ناجائز طور پر استعمال کرنے میں بدنام ہو اگر وہ دھوکے سے غیر کفو میں شادی کر دے تو ایسی صورت میں صغیر سن کو یہ اختیار حاصل ہوگا کہ بالغ ہونے پر اس نکاح کو رد کر دے خواہ یہ شادی اس کے باپ ہی نے کیوں نہ کی ہو۔ مگر ولی اگر برا آدمی ہے مگر اپنے اختیار کا استعمال درست کرتا ہے اور عورت کی شادی بغیر فریب کے مہر مثل پر کی ہے بشرطیکہ اس کا ولی باپ یا دادا رہا ہو تو ایسی صورت میں عورت کو فسخ نکاح کا اختیار حاصل نہ ہوگا۔

وہ لوگ جو ولی کے اختیار کو ثابت کرنے کے لئے قرآن وسنت سے استدلال کرتے ہیں

☆ صاحبین: فقہ میں صاحبین سے مراد امام ابو یوسف وامام محمد ہیں۔ (رحمہما اللہ تعالی)

ان کی آراء درج ذیل ہیں:

مالکیہ اور [illegible] کے رو سے ولی کی رضامندی کے بغیر نکاح منعقد نہیں ہوسکتا خواہ باکرہ ہو یا ثیبہ، عاقلہ ہو یا بالغہ، ہر حال میں ولی کا رضامند ہونا شرط ہے وہ اس سلسلے میں قرآن کی یہ آیت بطور دلیل پیش کرتے ہیں:

"فَلاَ تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْ بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ط" (۱۰)

(تم ان عورتوں کو اس بات سے مت روکو کہ وہ اپنے زیر تجویز شوہروں سے نکاح کرلیں جبکہ وہ معروف طریقے سے باہم رضامند ہوں)۔

مزید دلیل یہ ہے کہ:

"وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ" (۱۱)

(تم اپنے میں سے غیر شادی شدہ عورتوں کا نکاح کردو)۔

اس کے علاوہ نکاح کے معاملے میں ولی کے جبری اختیار کو ثابت کرنے کے لئے چند احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور دلائل پیش کرتے ہیں:

"ایما امراۃ نکحت بغیر اذن ولیھا فنکاحھا باطل فنکاحھا باطل فنکاحھا باطل" (۱۲)

(جوکوئی عورت اپنا نکاح ولی کی اجازت کے بغیر کرتی ہے اس کا نکاح باطل، باطل، باطل ہے)

"کل نکاح لم یحضرہٗ اربعۃ فھو سفاح خاطب وولی و شاھد عادل" (۱۳)

ہر وہ نکاح جس میں چار اشخاص نہ ہوں نہیں ہوتا بلکہ وہ نکاح نہیں زنا ہے۔ دولہا، ولی اور دو گواہ۔

"عن ابی موسیٰ...... لا نکاح الا بولی والسلطان ولی من لا ولی لہٗ

(کوئی نکاح ولی کے بغیر نہیں ہوتا اور جس کا ولی نہ ہو اس کا ولی سلطان ہے)

اس حدیث کی تائید ابن ماجہ، ترمذی، ابوداوٗد وغیرہ میں بھی کی گئی ہے۔

☆طرفین: فقہ میں طرفین سے مراد امام ابوحنیفہ وامام محمد ہیں۔ (رحمہما اللہ تعالی)☆

امام مالک مؤطا میں لکھتے ہیں:

"عن سعید بن المسیب انه قال : قال عمر بن خطاب لا تنکح المراة الا باذن ولیها او ذوی الرای من اهلها او السلطان" (۱۵)

(سعید بن میتب سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب نے فرمایا کہ عورت کا نکاح بغیر اس کے ولی کی اجازت سے یا اس کے خاندان میں سے جو شخص اہل رائے ہو یا حاکم وقت کے اذن سے ہوگا اگر عورت کا ولی موجود نہیں ہے)

اب وہ ائمہ کرام جو بغیر ولی کے نکاح کو جائز قرار دیتے ہیں وہ قرآن وسنت سے استدلال پیش کرتے ہیں۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ قرآن سے یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"فَلاَ جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِيْ اَنْفُسِهِنَّ" (۱۶)

(پس تم پر اس معاملے میں کوئی گناہ نہیں جب وہ اپنے بارے میں بہتر کریں)

نیز ارشاد ربانی ہے:

"فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلاَ تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ" (۱۷)

(پس جب تم ان کو طلاق دے چکو تو وہ تمہارے لئے حلال نہیں سوائے اس کے کہ دوسرے مرد سے نکاح نہ کریں)۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اس سے دو طرح سے استدلال کرتے ہیں کہ یہ آیت خود عورت کے اپنے نکاح کرنے کے حق کی جانب صریح ہے۔ دوسرے یہ کہ دوسرے شخص سے نکاح کر لینا پہلے شوہر سے دوبارہ نکاح کر لینے کی حرمت کو ختم کرنے کا باعث ہے جو خود اس عورت کے اپنے نکاح کرنے سے ختم ہوتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ عورت کا دوسرے شوہر سے نکاح مؤثر ہوگا۔ نیز یہ امر بھی لائق توجہ ہے کہ ان دو آیات میں الفاظ "فعلن" اور "تنکح" کے صیغے تانیث کے طور پر استعمال ہوئے ہیں اور ان کا "فاعل" عورت ہے۔

علاوہ ازیں:

"وَ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلاَ تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ"(۱۸)

☆ بیع منابذہ یہ ہے کہ: بائع بیع کو مشتری کی طرف پھینک دے ☆

(اور جب تم ان عورتوں کو طلاق دے چکو اور وہ اپنی مدت پوری کر لیں تم ان کو اس بات سے مت روکو کہ وہ اپنے زیر تجویز شوہروں سے نکاح کر لیں)

اب کچھ احادیث کا مطالعہ کرتے ہیں کہ جس سے اندازہ ہوگا کہ بالغ عورت کی نکاح میں رضامندی ضروری ہے۔

"عن ابی هريره رضی الله عنه قال رسول الله صلی الله عليه وسلم قال : لا تنكح الايم حتى تستامر ولا تنكح البكر حتى تستاذن قالوا يارسول الله صلی الله عليه وسلم وكيف اذنها قال ان تسكت"(۱۹)

(ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیوہ کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک کہ صاف زبان سے اجازت حاصل نہ کی جائے اور نہ ہی کنواری سے جب تک وہ صاف اذن نہ دے لوگوں نے پوچھا کنواری کا اذن کیا ہے؟ فرمایا اس کا اذن یہی ہے کہ وہ سن کر خاموش رہے)۔

"عن ابی هريره رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم تستامر اليتيمه فی نفسها فان سكت فهو اذنها"(۲۰)

(ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یتیمہ سے اس کے متعلق پوچھا جائے گا۔ پس اگر وہ خاموش رہے تو یہی اس کی اجازت ہے)۔

"حدثنا عثمان بن ابی شيبه، حسين بن محمد، جرير ابن حازم عن ايوب عن عكرمه عن ابن عباس ان جارية بكر اتت النبی صلی الله عليه وسلم فذكرت اباها تزوجها وهی كارهة فخيرها"(۲۱)

(عثمان ابن شیبہ، حسین بن محمد، جریر بن ابن حازم ایوب سے ایوب عکرمہ سے اور عکرمہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ ایک کنواری لڑکی نے

☆ بیع مرابحہ: خرید کردہ شے کی قیمت بتا کر اس کو نفع پر فروخت کرنا ☆

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر عرض کیا کہ اس کے باپ نے اس کی ناراضگی کے باوجود اس کا نکاح کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اختیار دیا)۔

جبری نکاح:

دلائل کی روشنی میں یہ واضح ہو گیا کہ نکاح کی کن حالتوں میں ولی کا اختیار ثابت ہوتا ہے اور کن میں نہیں۔ اب اس امر کا جائزہ لیتے ہیں کہ جبری نکاح منعقد بھی ہوتا ہے یا نہیں؟ چنانچہ اس بارے میں علامہ ابن حزم لکھتے ہیں:

"نکاح...... المره ومن حكم بامضاء نكاح مكره فحكمه مردود ابدا والوطى فى ذلك النكاح زان" (۲۲)

(جو شخص بھی زبردستی نکاح کو جائز قرار دے گا اس کا حکم ہمیشہ مردود قرار پائے گا اگر کوئی شخص زبردستی نکاح کر کے مجامعت کرے گا تو وہ زبردستی نکاح کی وجہ سے زانی قرار پائے گا)۔

چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ نکاح فسخ کر دیئے جن میں باپ نے لڑکی کی رضامندی کے بغیر دباؤ سے نکاح کئے تھے۔ چنانچہ ابن جوزی رحمہ اللہ نے یہ روایت درج کی ہے کہ:

"عن ابن عباس ان جارية بكر اتت النبى : فذكرت ان اباها زوجها فهى كارهة فخيرها نبى صلى الله عليه وسلم" (۲۳)

(ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ اس کے باپ نے ایک جگہ اس کا نکاح کر دیا ہے۔ مگر وہ اس سے ناخوش ہے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اختیار دیا کہ وہ چاہے تو اس نکاح کو باقی رکھے یا ختم کر دے)۔

ابن جوزی مزید ایک روایت اس طرح لکھتے ہیں:

"عن ابن عمر قال كان النبى صلى الله عليه وسلم تنزع النساء من ازواجهن ثيبات وابكارا بعد ان يزوجهن الآباء اذ كرهو اذلك" (۲۴)

☆ بیع سلم: قیمت پہلے ادا کرنا اور بیع بعد میں مقررہ مدت پر وصول کرنا ☆

(ابن عمر سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایسی کنواری اور شوہر دیدہ لڑکیوں کوان کے شوہروں سے الگ کردیتے تھے جن کے ماں باپ نے ان کے نکاح کردیئے مگر وہ بچیاں اس نکاح کو ناپسند کرتی تھیں)۔

جہاں تک جبر واکراہ کا تعلق ہے تو یہ دین اسلام میں موجود ہی نہیں۔ ہمارے دین نے مرد اور عورت کو یکساں حقوق عطا کئے ہیں۔ نیز جہاں تک ولی بننے کا تعلق ہے تو وہ باپ، دادا، چچا، تایا، یا کوئی بھی مقرر کردہ سرپرست ولی ہوسکتا ہے۔ ولی کا مقصد اپنے دیئے اختیار کو استعمال کر کے جبر یا دباؤ سے رضامندی حاصل کرنا نہیں ہوتا بلکہ ولی کا مقصد لڑکی کے لئے بہتر کفو کی تلاش ہوتی ہے۔ چونکہ لڑکی کی دنیاوی معاملات میں اتنی سمجھ بوجھ نہیں ہوتی کہ وہ ہر پہلو کی تحقیق کرے۔ لہٰذا ولی کا کام اس کے لئے بہتر کفو کی تلاش ہوتا ہے تا کہ اس کا تجویز کردہ شوہر حسب ونسب، مال، پیشے، امانت داری کے لحاظ سے لڑکی کے ہم پلہ ہو اور نیک صفات کا حامل ہو۔ چنانچہ ''صحیح بخاری'' میں ہے:

''عن ابی هريرة رضی الله عنه قال رسول الله صلی الله عليه وسلم تنكح المراة لاربع لمالها ولحسبها وجمالها ولدينها فاظفر بذات الدين تربت يداك'' (۲۵)

(حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت سے نکاح چار باتوں کی وجہ سے کیا جاتا ہے۔ اس کے مال کی وجہ سے، اس کے حسب کی وجہ سے، اس کی خوبصورتی اور دین کی وجہ سے، پس تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں تو اس سے نکاح اس کی دین داری کی وجہ سے کر)۔

مسئلہ کفاءت:

ائمہ اربعہ کے نزدیک کفاءت کے لئے پانچ چیزوں کو دیکھا جاتا ہے:

(۱) اسلام (۲) دین (۳) نسب (۴) مال (۵) پیشہ۔

ان سب کے مطابق ان چیزوں میں دین کا ہونا لازمی ہے مگر خوشحالی کو بھی مدنظر رکھا جائے گا۔ (۲۶)

☆ بیع تولیہ: وہ بیع جو صرف ثمن اول کے ساتھ ہو ☆

عقد نکاح میں کفو کے اعتبار کے لئے ایک روایت یوں ہے کہ:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی تین چیزوں میں دیر مت کرنا، نماز جب اس کا وقت آ جاوے۔ جنازہ جب حاضر ہو اور بغیر شوہر والی عورت جب اس کا کفو مل جائے۔ (۲۷)

امام محمد رحمہ اللہ مؤطا میں یوں لکھتے ہیں:

''اگر کوئی عورت کفو میں اپنی مرضی سے شادی کرے اور مہر مثل میں کمی نہ کرے تو ایسا نکاح جائز ہے۔ (یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی بھی رائے یہ ہے)'' (۲۸)

''اگر باکرہ، بالغہ کا نکاح اس کے کفو کے ساتھ کرنے پر اس کے اولیاء راضی نہ ہوں بلکہ وہ لڑکی اپنا عقد خود کرنا چاہتی ہو تو اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ ان کی مرضی کے خلاف اپنا نکاح (کفو) میں کر سکتی ہے۔'' (۲۹)

کفو کے متعلق عین الہدایہ میں اس طرح درج ہے کہ:

ولی کا مقصد عورت کے لئے کفو کی تلاش کرنا ہوتا ہے۔ اگر عورت اپنا کفو خود تلاش کر لیتی ہے تو ولی کو اس پر جبر کرنے کا کوئی حق نہیں۔ صحیح مسلم میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا قصہ ہے کہ:

''جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آدمی گیا اور ام سلمہ سے امور طے کئے تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے صغیر عمر بن ابی سلمہ سے کہا کہ کھڑا ہو اور نکاح کر دے۔'' (۳۰)

اس سے ثابت ہوا کہ یہ بچہ صغیر ولی نہ تھا۔ چنانچہ نکاح میں ولی کی اجازت کفو وغیرہ کیلئے ہے ورنہ عورت جو عاقلہ، بالغہ، آزاد ہے اپنے بارے میں فیصلہ کرنے کا اختیار اسے خود حاصل ہے۔

خیار بلوغ:

نابالغ لڑکے یا لڑکی کے زمانہ نابالغیت میں ولی کے کئے ہوئے نکاح کو بالغ ہو جانے پر رد کر دینے کا اختیار ''خیار بلوغ'' کہلاتا ہے۔ ہر لڑکے یا لڑکی کو بالغ ہو جانے پر اس نکاح کو رد کرنے یا فسخ کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ خواہ وہ نکاح اس کے باپ دادا، یا کسی بھی ولی نے کیا ہو۔ (۳۱)

حنفی مکتب فکر کے نزدیک علاوہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے یہ مسئلہ متفق علیہ ہے کہ باپ

☆ بیع مساومہ: خرید کردہ قیمت کا اعتبار کیے بغیر کسی شے کو فروخت کرنا ☆

اور دادا کے علاوہ اگر کسی دوسرے ولی نے نابالغ لڑکے یا لڑکی کا نکاح کردیا ہے تو نابالغ لڑکے یا لڑکی کو بالغ ہونے پر خیار بلوغ حاصل ہے۔ (۳۲)

مالکیہ کے نزدیک صرف باپ اور شافعیہ کے نزدیک دادا اور باپ کو ولایت نکاح حاصل ہے۔ اس سلسلے میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور دیگر فقہاء کرام رحمہ اللہ کی دو رائیں ہیں۔ ایک رائے بر بنائے سنت اور دوسری بر بنائے استحسان، دلیل بر بنائے سنت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ۵۰۰ درم پر نکاح کیا اور وہ نکاح نابالغی کے زمانے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے والد ماجد نے کیا تھا۔ اس طرح خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ۴۰۰ درہم پر کیا تھا۔ ان دونوں کے مہر مہر مثل سے کم تھے۔ مگر کسی نے ''خیار بلوغ'' اختیار نہیں کیا تھا۔ ضعیف ہے کیونکہ خیار بلوغ اختیاری فعل ہے۔ اس سے یہ نتیجہ اخذ نہیں کیا جا سکتا کہ سیدہ فاطمۃ الزہرا یا سیدہ عائشہ صدیقہ خیار بلوغ کا اختیار استعمال کرنا چاہتی تھی مگر چونکہ نکاح ان کے والدین نے کیا تھا لہٰذا اس لئے انہوں نے یہ حق استعمال نہیں کیا۔ فقہاء کی دوسری دلیل بر بنائے استحسان ہے کہ باپ کی شفقت اپنی اولاد کے لئے کامل ہے۔ اس لئے اس کی ولایت بھی کامل ہے۔ وہ اپنی اولاد کی خوشی، مفادات، مصالح کا اولاد سے زیادہ نگہ دار اور پاسبان ہے۔ وہ اولاد سے زیادہ مصلحتوں کو سمجھتا ہے۔ لہٰذا وافر شفقت اور اقامۃ الولایت ہونے کے سبب استحسان سے کام لیا جائے گا تو نتیجہ برآمد ہوگا کہ باپ اور دادا نے اولاد کی جملہ مصالح کو پیش نظر رکھتے ہوئے نکاح کیا ہے۔ لہٰذا ان کا کیا ہوا نکاح قابل پابندی اور واجب التعمیل ہونا چاہئے نہ کہ خیار بلوغ کے ذریعے فسخ کرنے کا اختیار ہونا چاہئے۔ حقیقت یہ ہے کہ فقہاء کی یہ دلیل کہ نابالغ پر حق ولایت مکمل ہوتی ہے اور نابالغ کو خیار بلوغ حاصل نہیں۔ یہ کوئی شرعی دلیل نہیں ہے۔ اس کی حیثیت محض قیاسی اور عقلی ہے، جس کی بنیاد فطرت انسانی اور تجربات زمانہ پر ہے۔ ممکن ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور ان کے ہم خیال فقہاء کے تجربے کی روشنی میں یہی بات ہو کہ باپ اپنی بالغ اولاد کی مصلحت کے خلاف کوئی بھی کام نہیں کرتا ہو۔ اگر کسی ملک کے پیش آمدہ مسائل حالات کے تحت کسی ملک کا قانون ساز ادارہ اس نتیجے پر پہنچے کہ دیانت اور امانت عنقا ہوگئی ہے اور لوگ اپنے اختیارات کا غلط اور ناجائز استعمال کر رہے ہیں تو اس کا نتیجہ یقیناً اس تجربے سے مختلف ہوگا جو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور ان کے ہم خیال فقہاء کا تھا۔ انگلستان میں ۱۸۸۳ء تک باپ اپنی اولاد

☆ بیع باطل: جو بیع نہ اصل کے اعتبار سے جائز ہو اور نہ ہی وصف کے اعتبار سے ☆

و آزادانہ فروخت کر سکتا تھا۔ اس کے بعد قانوناً پابندی کر دی گئی تھی۔ خود ہمارے اپنے وطن میں صوبہ سرحد میں ایسی مثالیں شاذ نہیں کہ باپ اپنی لڑکی کا نکاح اپنے ہونے والے داماد سے روپے پیسے یمی دولت لے کر کرتا ہے جو حقیقتاً فروخت ہی کی ایک شکل ہے۔(۳۳)

مزید یہ کہ فقہاء کرام رحمہ اللہ سے یہ صورتحال مخفی نہ تھی کہ کتب فقہ میں باپ دادا کے کئے ہوئے نابالغ نکاح کے لازم ہونے کے سلسلے میں چند شرائط ملتی ہیں کہ باپ یا دادا مالی معاملات میں غیر امین نہ ہو، غنڈہ یا لوفر نہ ہو، ذلیل پیشہ نہ ہو یا ایسے امور موجود ہوں جو نابالغ لڑکے یا لڑکی کیلئے مفید ثابت ہوتے تو خیار بلوغ حاصل ہوگا۔ یہ حکم امام ابوحنیفہ امام ابو یوسف امام احمد کا متفق علیہ ہے۔(۳۴)

تجزیہ:

ہر عاقل بالغ مسلمان مرد اور عورت کو بلا وساطت ولی نکاح کرنے کا حق حاصل ہے۔ البتہ اگر کوئی عورت مہر مثل سے کم پر یا غیر کفو میں شادی کر لیتی ہے تو ایسی صورت میں ولی کو بذریعہ عدالت نکاح فسخ کرانے کا حق حاصل ہوگا۔ یہ مسئلہ متفق علیہ ہے کہ عاقل و بالغ پر اس کے نکاح کے معاملے میں جبر یا دباؤ نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح بالغہ، مطلقہ، بیوہ کو بھی اپنا نکاح خود کرنے کا اختیار حاصل ہے۔(۳۵)

شمس الائمہ امام سرخسی رحمہ اللہ (م ۴۸۲ھ) بغیر ولی کے باکرہ کے نکاح کے متعلق لکھتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب سے ایک واقعہ منقول ہے کہ:

> ''ایک عورت نے اپنی بیٹی کا نکاح اس کی مرضی سے کر دیا بعد میں اس لڑکی کے ولیوں کو علم ہوا تو انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش ہو کر اعتراض کیا لیکن آپ نے اس نکاح کو جائز قرار دیا۔''(۳۶)

ابن رشد بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد میں لکھتے ہیں:

> (اشہب کی روایت کے مطابق امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک ولی کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں ہوتا لیکن ابن قاسم نے امام مالک سے ایک قول نقل کیا ہے جس کے مطابق ولی کی شرط سنت ہے واجب نہیں۔ چنانچہ مرد اور عورت اگر بغیر ولی کے نکاح کریں تو ان میں سے ایک فوت ہو جائے تو

☆ احتکار: لوگوں کی ضرورت کے وقت گرانی کی نیت سے غلہ کو روکنا احتکار کہلاتا ہے ☆

دوسرا اس کا جائز وارث ہوگا۔ اس کا مطلب ہے کہ امام مالک کے نزدیک اگر کوئی بغیر ولی کے نکاح کرے تو وہ اس وقت تک مکمل نہ ہوگا جب تک ولی اپنی رضا مندی کا اظہار نہ کرے دے۔ گویا ولایت شرط اتمام نکاح کے لئے ہے نہ کہ صحت نکاح کے لئے۔ (۳۷)

ولی کی موجودگی کے متعلق علامہ کاسانی رحمہ اللہ یوں لکھتے ہیں:

''بالغہ، عاقلہ عورت کے نکاح کے لئے ولی کی موجودگی مستحب ہے، خواہ وہ عورت باکرہ یا ثیبہ ہو۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک بالغہ و عاقلہ پر ولایت مشترک ہے۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک بھی عاقلہ بالغہ کو اپنے نفس پر ولایت حاصل ہے اور اس کے ولی کو بھی۔ اگر عاقلہ بالغہ عورت اپنا نکاح خود کرلے یا اپنا وکیل کسی شخص کو مقرر کردے تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مطابق نکاح جائز ہو جائے گا۔ یہی قول امام زفر رحمہ اللہ، امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا ہے۔ (۳۸)

مزید عورت کے حق نکاح پر دلیل نصب الرایۃ میں ملتی ہے۔ ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ:

''ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور شکایت کی کہ میرے باپ نے میرا نکاح ایک ایسے شخص سے کر دیا ہے جسے میں ناپسند کرتی ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکی کے باپ کو بلایا اور پوچھا: پھر فرمایا کہ نکاح کا اختیار (جبر کے ساتھ) تجھے نہیں ہے، پھر لڑکی سے فرمایا کہ جا تیرا جی جہاں چاہے نکاح کرلے۔'' (۳۹)

مندرجہ بالا بیان کی گئی بحث سے ہم اس نتیجے پر پہنچ سکتے ہیں کہ:

معاہدہ نکاح کے اصل فریق مرد اور عورت ہیں نہ کہ ان کے ولی۔ اس لئے ایک عاقل اور بالغ عورت کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ بلا وساطت ولی اپنا نکاح کرسکتی ہے۔ آئمہ اربعہ کے درمیان اختلاف کی جو وجہ ہے اور جو آیات ولی کے اختیار کو ثابت کرنے کے لئے پیش کی جاتی ہیں، ان سے واضح طور پر ظاہر نہیں ہوتا کہ باکرہ بالغہ عورت کے نکاح میں ولی کی اجازت یا موجودگی شرط ہے۔ اس سلسلے میں جو احادیث بطور دلیل پیش کی جاتی ہیں ان کے الفاظ اور صحت کے بارے میں اختلاف پایا

☆ اجارہ: کسی چیز کے معین معلوم منافع کو معین معلوم [illegible]

جاتا ہے۔ چنانچہ فقہاء کا ایک گروہ ان احادیث کو اس استدلال کے ساتھ پیش کرتا ہے کہ ولایت صحت نکاح کی شرط ہے جبکہ دوسرا گروہ ایسی احادیث پیش کرتا ہے کہ جس سے ولایت کا ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ نتیجہ کے طور پر جو آیات اور احادیث بطور دلائل پیش کی جاتی ہیں وہ متحمل علیہ ہیں۔ ان کے معنی و وسعت میں اختلاف ہے جس سے موافق و مخالف دونوں مفہوم نکالے جا سکتے ہیں۔ اس صورت حال کے پیش نظر جب قرآنی آیات اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم متحمل علیہ ہوں اور آئمہ اربعہ کے درمیان نکاح کے جائز اور ناجائز ہونے کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہو، تو عامۃ المسلمین کو وہ قول جو راجع رہا ہو اختیار کرنا چاہئے بشرطیکہ وہ نص کے خلاف نہ ہو بلکہ مصلحت عامہ کے مطابق ہو۔

عقد نکاح کے بارے میں عورت کو جو اختیار حاصل ہے اس کے متعلق سید امیر علی عین الھدایہ میں یوں بیان کرتے ہیں:

> ''عورت کو جب اپنے مال کے معاملے میں اپنی لیاقت کی وجہ سے تصرف کا اختیار ہے تو پھر شوہر میں پسند کا حق بھی ہے یعنی وہ یہ کہہ دے کہ میں یہ شوہر نہیں چاہتی بلکہ وہ شوہر منظور کرتی ہوں، یہ اس کا حق ہے کہ وہ اپنی رائے کا کھل کر اظہار کرے۔ نکاح باندھ دینے کا مطلب اس کے ولی سے صرف اسلئے کیا جاتا ہے کہ ولی اس کیلئے بہتر کفو کی تلاش کر سکے۔ نیز اس عورت کو لوگ یہ نہ کہیں کہ بڑی شوخ چشم دیدہ عورت ہے کہ خود عقد باندھتی ہے۔(۴۰)

جبری شادی میں فسخ نکاح کا حق (قانونی حوالے):

دین اسلام ہر شخص کو فکر و عقیدہ کی آزادی فراہم کرتا ہے۔ اسلام نے رائے کا اظہار کرنے کے لئے کسی قسم کی قدغن نہیں لگائی۔ ارشادِ الٰہی ہے:

''لَا اِکْرَاهَ فِي الدِّيْنِ'' (۴۱) (دین میں کوئی جبر نہیں)۔

حکومت کا اولین اور مقدم فرض یہ ہے کہ وہ شہریوں کی جان و مال کی حفاظت کرے۔ حکومت نہ تو خود ان چیزوں پر ہاتھ اٹھائے اور نہ کسی کو ہاتھ اٹھانے کی اجازت دے۔ قرآنِ مجید میں آتا ہے:

''وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ'' (۴۲)

☆ اقالہ: خرید و فروخت کے معاملہ کو ختم کرنا اقالہ کہلاتا ہے ☆

(اور اس جان کو قتل نہ کرو جسے اللہ نے حرام ٹھہرایا ہے مگر حق کے ساتھ)۔

جیسا کہ ہم نے قرآنِ مجید کی روشنی میں بھی جائزہ لیا کہ کسی شخص کی رائے کو ہر معاملہ میں کس قدر اہمیت حاصل ہے، تو قانون بھی اسلام کے مقرر کردہ قوانین کی روشنی میں ہی انصاف کی فراہمی کرتا ہے۔ وہ ہر عاقل بالغ کو وہ تمام شہری اور بنیادی حقوق کی فراہمی کا پابند ہے جو حقوق اسے سیاسی، مذہبی، اخلاقی، معاشی اور معاشرتی طور پر حاصل ہیں۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ جبری شادی کے سلسلے میں عاقلہ، بالغہ کی رائے کو کتنی اہمیت حاصل ہے؟ تو قانون نے بھی عورت کو اس سلسلے میں قرآن و حدیث کی روشنی میں اختیارات فراہم کئے ہیں کہ اگر کوئی فیصلہ جبر، دباؤ کے ذریعے اس لڑکی کے والدین یا ولی منوانے کی کوشش کرتے ہیں تو قانونی چارہ جوئی کا مکمل حق اس عاقلہ، بالغہ لڑکی کو حاصل ہے۔

اس سلسلے میں ہمارے سامنے حالیہ کیس جو جبری شادی کے سلسلے میں سندھ ہائی کورٹ کے سامنے شائستہ عالمانی کے حوالے سے پیش ہوا۔ مختلف اخبارات، میڈیا کے ذریعے بھی اس کیس کی کوریج ہوئی۔ لڑکی کا تعلق صوبہ سندھ کے ضلع گھوٹکی، قبیلہ عالمانی سے تھا۔ اس کو اپنی پسند کی شادی کرنے کی وجہ سے کاروکاری کی سزا سنائی گئی، کیونکہ اس کے ولی اس بات سے ناخوش تھے کہ شائستہ نے اپنی مرضی سے شادی کی ہے۔ انہوں نے جبراً اس کا نکاح اپنے قبیلے کے کسی فرد سے بغیر اس کی رضامندی اور موجودگی کے کر دیا۔ مگر شائستہ نے سندھ ہائی کورٹ کے ذریعے قانونی دادرسی حاصل کی۔ عدالت نے تمام حقائق کی چھان بین کرنے کے بعد فیصلہ لڑکی کے حق میں دیا۔ نہ صرف فیصلہ دیا بلکہ قانونی تحفظ بھی فراہم کیا۔ اس سلسلے میں چند باتیں جو The News International نے پیش کی ہیں، درج ذیل ہیں:

(i) To banish the tribal archaic systemof karo-kari.
(ii) To give protection to the girl.(43)

نہ صرف اس اخبار بلکہ پاکستان کی تمام معروف اخبارات میں بھی اس کیس سے متعلق خبریں شائع ہوتی رہیں۔ مختصر یہ کہ ہمارے دین اسلام میں ہر عاقلہ، بالغہ خواہ وہ ثیبہ ہو یا غیر ثیبہ اس کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ کوئی شخص جبراً بلا رضامندی اس کو شادی کے لئے مجبور نہیں کرسکتا اور نہ ہی اسے اس بات کا اختیار حاصل ہے کہ وہ اپنے ولی ہونے کا ناجائز فائدہ اٹھائے۔

مذکورہ بالا گفتگو کے بعد آخر میں اب فقہ اکیڈمی انڈیا کے اٹھائے گئے سوالات کے جوابات پیش خدمت ہیں:

۱۔ ڈرا دھمکا کر، زدوکوب کے ذریعے یا پاسپورٹ ضائع کر دینے کی دھمکی دے کر یا نفسیاتی دباؤ ڈال کر اگر نکاح پر جبراً راضی کر بھی لیا جائے تو یہ نکاح واقع ہو جائے گا مگر ہم اس کو رضامندی نہیں کہہ سکتے۔ اس کی دلیل ''مشکوٰۃ المصابیح'' ص ۲۸۲ میں درج حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ثلاث جدھن جدوھزلھن جد، طلاق، والنکاح والرجعة''(۴۴)

تین باتیں ایسی ہیں کہ اس میں حقیقت بھی حقیقت ہے اور مذاق بھی حقیقت (وہ باتیں یہ ہیں) طلاق، نکاح اور رجوع۔

۲۔ زبردستی دستخط یا غیر معمولی دباؤ کو حقیقی اذن تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔

۳۔ کفو کا لحاظ ہونا نکاح کے لئے لازمی امر ہے۔ حسب ونسب، دیانت، اسلام، پیشہ آزادی، خوشحالی، تقریباً ہر چیز کو دیکھ کر نکاح کیا جاتا ہے۔ جہاں تک اس سوال کا تعلق ہے کہ برطانیہ میں پرورش پانے والی لڑکی کا ہندوستان میں پرورش پانے والے لڑکے سے رشتہ جوڑ دیا جائے تو اس سلسلے میں ولی کو چاہئے کہ وہ لڑکا اگر ہر لحاظ سے کفو میں آتا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ لڑکی پر جبر کے ذریعے رضامندی حاصل کرنا اس کا حق نہیں۔ ولی کا مقصد بہترین کفو کی تلاش کے ساتھ اولاد کی رضا کا بھی خیال رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ اگر مرد میں کوئی ایسی فاسق بات موجود ہے۔ مثلاً وہ زانی، مجرم، بدکردار آدمی ہے تو ایسی صورت حال میں ولی کو بالکل اختیار نہیں کہ وہ جبراً اذن حاصل کر لے۔ بصورتِ دیگر اگر کفو میں رشتہ ہے تو لڑکی کو نرم طریقے سے ولی سمجھا سکتا ہے نہ کہ دباؤ جبر کے ساتھ رضامندی حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ محض معاشرتی فرق کی وجہ سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

۴۔ اگر مرد اور عورت آپس میں تعلق قائم نہیں کرتے یا کر لیتے ہیں تو ایسی صورت میں حکم یکساں نہیں ہے۔ اگر عورت اپنی مرضی سے بعد میں تعلق قائم کر لیتی ہے تو یہ بھی رضامندی ہی کی ایک قسم شمار ہوگی۔ اگر زبردستی، جبر و دباؤ دھمکا کر یا باندھ کر تعلق قائم کیا جاتا ہے تو اس کو رضامندی شمار نہیں کیا جا سکتا۔

☆ بیع من یزید: بولی کی بیع (یعنی جو زیادہ قیمت لگائے گا) اسی کو شے فروخت کی جائے گی ☆

۵۔ اگر لڑکی پر جبر و اکراہ ثابت ہو جائے تو قاضی یا شرعی کونسل کو نکاح فسخ کرانے کا حق حاصل ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایسے کئی مقدمات آئے جیسا کہ پیچھے تحریر کیا گیا ہے کہ لڑکی کو بغیر رضامندی کے نکاح پر مجبور کیا گیا تھا مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے نکاح کے معاملے میں لڑکی کو اختیار دیا۔ اس سلسلے میں مزید ایک روایت صحیح بخاری، صحیح مسلم، نسائی، موطا امام مالک، میں موجود ہے:

> ''خنساء بن خدام کے والد نے ان کا نکاح زبردستی ان کی مرضی کے بغیر کر دیا تھا۔ وہ اس آدمی کو ناپسند کرتی تھی۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم میری عرض داشت سنئے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فسخ نکاح کا اختیار دیا تھا۔ (۴۵)

مصادر

۱۔ قرآنِ حکیم، النساء، ۴: ۲۱۔

۲۔ قرآنِ حکیم، النور، ۲۴: ۳۲۔

۳۔ قرآنِ حکیم، الرعد، ۱۳: ۳۸۔

۴۔ صحیح بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری، (مترجم) علامہ وحید الزماں، ج ۳، ص ۶۴، مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار، لاہور۔

۵۔ مشکوٰۃ المصابیح، ولی الدین خطیب التبریزی (مترجم) مولانا خلیل صادق، ج ۳، ص ۱، کتاب النکاح، مکتبہ رحمانیہ، لاہور۔

۶۔ کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ، عبدالرحمٰن الجزیری، ج ۴، ص ۳/۲، محکمہ اوقاف پنجاب، لاہور

۷۔ فتاویٰ عالمگیریہ، مولانا سید امیر علی، ج ۲، ص ۱۲۵، قانونی کتب خانہ، لاہور۔

۸۔ بدائع الصنائع، امام علاؤ الدین ابی بکر بن مسعود الکاسانی، ج ۲، ص ۲۲۸، مطبوعہ مصر۔

۹۔ عین الہدایہ، سید امیر علی، ج ۲، ص ۳۴، امجد اکیڈمی، اردو بازار، لاہور۔

۱۰۔ قرآنِ حکیم، البقرۃ، ۲: ۲۳۲۔

☆ بیع بالقاء الحجر: بائع یا مشتری کہے اگر میں نے مبیع پر پتھر پھینک دیا تو ہم میں (ہمارے درمیان) بیع ہو گی۔

۱۱۔ قرآنِ حکیم، النور، ۱۸: ۳۲۔
۱۲۔ مشکوٰۃ شریف، ولی الدین خطیب التبریزی، (مترجمہ) مولانا خلیل صادق، ج ۳، ص ۱۶، مکتبہ رحمانیہ، لاہور۔
۱۳۔ ایضاً۔
۱۴۔ ایضاً۔
۱۵۔ مؤطا، امام مالک، ص ۳۷۸، باب کتاب النکاح (عربی۔اردو) اسلامی اکادمی، لاہور۔
۱۶۔ قرآنِ حکیم، البقرۃ، ۲: ۲۴۰۔
۱۷۔ قرآنِ حکیم، البقرۃ، ۲: ۲۳۰۔
۱۸۔ ایضاً، ۲: ۲۳۲۔
۱۹۔ صحیح بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری، (مترجم) علامہ وحید الزماں، باب کتاب النکاح، ج ۳، ص ۶۳، مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار، لاہور۔
۲۰۔ سنن ابی داؤد، (مترجم) علامہ وحید الزماں، باب کتاب النکاح، ص ۱۳۹۔ ۱۳۸، ۱۰۱، اسلامی اکیڈمی، اردو بازار، لاہور۔
۲۱۔ ایضاً، حدیث نمبر ۳۶۸، ص ۱۳۹۔
۲۲۔ معجم فقہ، ابن حزم ظاہری، ج ۱، ص ۱۰۳۰، دمشق ۱۹۶۶ء۔
۲۳۔ التحقیق فی احادیث الخلاف، ابن جوزی، ج ۲، ص ۲۶۲، بیروت ۱۹۹۶ء۔
۲۴۔ ایضاً۔
۲۵۔ صحیح بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری، (مترجم) علامہ وحید الزماں، ج ۳، ص ۱۷۲، مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار، لاہور۔
۲۶۔ مسئلہ کفاءت، ملوانا مجیب اللہ ندوی، دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری، لاہور۔
۲۷۔ عین الہدایہ (مترجم) سید امیر علی، ج ۲، ص ۴۸، امجد اکیڈمی، اردو بازار، لاہور۔
۲۸۔ مؤطا، امام محمد، ص ۳۳۸، قرآن محل، کراچی۔
۲۹۔ جامع الاحکام، سید امیر علی، ج ۱، ص ۲۴۸، دہلی روڈ، لاہور۔
۳۰۔ عین الہدایہ (مترجم) سید امیر علی، ج ۲، ص ۳۳، امجد اکیڈمی، اردو بازار، لاہور۔

☆ توکیل: جس تصرف کا خود مالک ہے غیر کو اس تصرف میں اپنے قائم مقام کر دینا ☆

۳۱۔ مجموعہ قوانین اسلام، ص ۲۳۱۔
۳۲۔ فتاویٰ قاضی خان، فخر الدین، ج ۱، ص ۱۶۶، مطبوعہ ہند۔
۳۳۔ مجموعہ قوانین اسلام، ص ۳۳۵۔
۳۴۔ ردالمحتار، ابن عابدین، ج ۲، ص ۳۱۲۔۳۱۳، مطبوعہ مصر۔
۳۵۔ کنز الدقائق، قدوری، ص ۱۰۰، قرآن محل، کراچی۔
۳۶۔ امام سرخسی، المبسوط، ج ۵، ص ۱۰، مصر ۱۳۰۷۔
۳۷۔ بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد، علامہ ابن رشد، ج ۲، ص ۸، مصر ۱۹۶۰ء۔
۳۸۔ بدائع الصنائع، الکاسانی، ج ۲، ص ۲۴۹ط۔۲۴۷۔
۳۹۔ نصب الرایۃ، جمال الدین زیلعی، ج ۳، ص ۱۸۲، بیروت، ۱۹۳۸ء۔
۴۰۔ عین الہدایہ، سید امیر علی، ج ۲، ص ۳۵، امجد اکیڈمی، اردو بازار، لاہور۔
۴۱۔ سورۃ البقرۃ، ۲: ۲۵۶۔
۴۲۔ سورۃ بنی اسرائیل، ۱۷: ۳۳۔
۴۳۔ International the News, Friday, Jan. 16, 2004.
۴۴۔ مشکوٰۃ المصابیح، (مترجم) مولانا خلیل صادق، ص ۲۸۲، باب الخلع والطلاق، مکتبہ رحمانیہ، لاہور۔
۴۵۔ عدالت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے، عبدالقرطبیؒ، ص ۱۱۷۔۱۱۸، ادب بستان، لاہور ۱۹۹۸ء

مجلّہ فقہ اسلامی حاصل کرنے کا طریقہ

بعض حضرات فون کر کے پوچھتے ہیں کہ مجلّہ فقہ اسلامی حاصل کرنے کا کیا طریقہ ہے۔
ایسے تمام حضرات جو یہ مجلّہ ہر ماہ حاصل کرنے کے خواہش مند ہوں وہ براہ کرم اگر کراچی میں رہتے ہیں تو مبلغ ۲۶۰ روپے کا چیک بنام ماہنامہ فقہ اسلامی، اور اگر کراچی سے باہر مگر اندرون ملک مقیم ہیں تو مبلغ ۲۶۰ روپے کا منی آرڈر اور اپنا نام و مکمل پتہ صاف اور صحیح لکھ کر درج ذیل ایڈریس پر ارسال فرمائیں۔

حافظ عبدالرحمٰن ثانی۔ P-98 خطیب ہاؤس پنجاب ٹاؤن ملیر ہالٹ کراچی